محمد کامران منظور
0323-8979277

سوال نمبر 01

1. ج حبشہ
2. ج ہجری
3. د سورۃ الفتح
4. الف آل عمران
5. د 4

سوال نمبر 02

تعارف:

کسی ملک میں نظام اسی قدر اہمیت کا حامل ہے جس قدر جسم میں خون اہمیت کا حامل ہے۔ نظم مملکت کے بغیر کسی نظام کا چلنا ناممکن ہوتا ہے۔ نظام کے حوالے سے اہم بات یہ ہے کہ یہ چلانے والے کس اہلیت کے حامل ہیں اور ان کی اہمیت کیا ہے۔ اس حوالے سے خلفائے راشدین کو دیکھا جائے تو وہ نگاہِ رسول سے صدیق پوری طرح اہل ہی تھے اور ان کی نیت پوری طرح درست تھی۔ ذیل میں خلفائے راشدین کے نظام مملکت کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

(1) حضرت ابوبکر صدیقؓ کا طرز حکمرانی:

حکومت کی تشکیل کے بعد سب سے ضروری چیز ملک کے نظام کو بہترین اصولوں پر قائم کرنا، عہدوں کی منصفانہ تقسیم اور عہدے داروں کا درست انتخاب تھا۔ سیدنا ابوبکرؓ کے دور میں فتوحات کی ابتدا ہوئی تھی۔ اس لیے ان کے دور حکومت کو صرف عرب تک محدود رکھا جاتا ہے۔ انہوں نے عرب کو مختلف صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ چنانچہ مکہ، طائف، نجران، حضرموت علیحدہ علیحدہ صوبے تھے۔ جہاں ایک عامل مقرر ہوتا تھا۔ جو ہر قسم کے فرائض سرانجام دیتا تھا۔ مثلاً سیدنا ابو عبیدہ شام کی سپہ سالاری سے پہلے افسر مال تھے۔

(i) عہدہ داروں کے انتخاب کا طریقہ کار:

عہدہ داروں کے انتخاب میں سیدنا ابوبکرؓ نے ہمیشہ ان لوگوں کو ترجیح دی جو کہ عہد رسالت میں عامل یا عہدے دار رہ چکے تھے۔ چنانچہ آپ

ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا ابوبکرؓ نے ایک مکان بیت المال کے لیے خاص کر رکھا تھا لیکن وہ ہمیشہ بند پڑا رہتا تھا۔ اس میں مال رکھنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ چنانچہ ان کی رحلت کے بعد بیت المال کا جائزہ لیا گیا تو صرف ایک درہم نکلا۔ سیدنا عمرؓ نے 15 ہجری میں ایک خزانے کی ضرورت محسوس کی اور مجلس شوریٰ کی منظوری کے بعد مدینہ منورہ میں بیت المال قائم کیا۔

(iii) انفراسٹرکچر کی تعمیر:

اسلام کا دائرہ حکومت جس قدر وسیع ہوا تھا اسی قدر انفراسٹرکچر کی ضرورت بھی بڑھتی گئی۔ سیدنا عمرؓ کے عہد میں کوئی مستقل محکمہ تو نہیں تھا مگر صوبہ جات اور حکام کی نگرانی میں تعمیرات کا کام نہایت منظم اور وسیع پیمانے پر جاری تھا۔ ہر جگہ حکام کی رہائش کے لیے سرکاری عمارتیں قائم ہوئیں۔ رفاہ عامہ کے لیے شہر میں اور سرکاری مساجد تعمیر کی گئیں۔ مسافروں کے لیے مہمان خانے بنائے گئے۔ خزانہ کی حفاظت کے لیے بیت المال کی عمارات قائم ہوئیں۔ نہریں تعمیر کرائیں۔ مثلاً نہر ابی موسیٰ تعمیر کی گئی جو بصرہ والوں کے لیے میٹھا پانی بہم پہنچانے کے لیے دجلہ کو کاٹ کر لائی گئی۔

(iv) محکمہ ریکارڈ کا قیام:

اسلامی تاریخ میں خلیفہ دوم سیدنا عمر بن خطابؓ نے سب سے پہلے دیوان متعارف کرایا۔ حضرت عمرؓ نے ہرمزان سے دیوان کے متعلق دریافت فرمایا تو اس نے حضرت عمرؓ کو دیوان کے متعلق بتایا۔ ایک دوسری روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں سے دیوان کے متعلق دریافت کیا تو حضرت علی ابن ابی طالب نے یعنی مشورہ دیا کہ ایک سال میں جمع ہونے والے اموال کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیجیے اور اس میں باقی مت چھوڑیں۔

(5) حضرت عثمانؓ کا طرز حکمرانی:

سیدنا فاروق اعظمؓ نے ملکی نظام کا جو طریقہ کار مرتب کیا تھا سیدنا عثمانؓ نے اسی طرح قائم رکھا اور مختلف شعبوں میں جو خامیاں رہ گئی تھیں ان کو مضبوط کر کے مزید ترقی دی۔ اسی نظام کا اثر تھا کہ محکمے کی آمدن میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا۔ سیدنا عمرؓ کے عہد میں مصر کا ٹیکس 20 لاکھ دینار تھا۔ لیکن عہد عثمانی میں اس کی مقدار 40 لاکھ تک پہنچ گئی۔

i) بیت المال کا قیام:

جدید فتوحات کے باعث جب ملکی آمدنی میں غیر معمولی اضافہ ہوا تو بیت المال کے مصارف میں بھی اضافہ ہوا۔ خلیفہ اول وظائف کے وظیفوں میں ایک ایک سو درہم کا اضافہ ہوا۔ سیدنا عمرؓ نے امہات المؤمنین کو دو دو درہم اور ایک ایک درہم عوام کو روزانہ بیت المال سے ملتے تھے۔ اس کے علاوہ سیدنا عثمانؓ نے گھوڑوں کا کھانا بھی مقرر کیا۔

ii) انفراسٹرکچر کی تعمیر:

حکومت کا دائرہ کار جس قدر وسیع ہوتا گیا۔ اسی قدر تعمیرات کا کام بھی بڑھتا گیا۔ تمام صوبہ جات میں دفاتر کے لیے عمارات قائم ہوئیں۔ مسجد نبویؐ کی تعمیر میں حضرت عثمانؓ کا دور نمایاں ہے۔ عہد رسالت میں جب نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا تو حضرت عثمانؓ مسجد نبویؐ کے ساتھ والی زمین خرید کر مسجد نبوی کے لیے وقف کر دی۔ اور اپنے عہد میں مسجد نبوی کی وسیع و عریض عمارت قائم کی۔

4) حضرت علی المرتضیٰؓ کا طرز حکمرانی:

سیدنا علیؓ معاملات میں سیدنا عمرؓ کے نقش قدم پر چلنا چاہتے تھے۔ آپ اس زمانے کے انتظامی امور میں کسی قسم کا تغیر پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک دفعہ نجران کے یہودیوں نے نہایت لجاجت کے ساتھ درخواست کی کہ ان کو پھر سے وطن میں واپس آنے کی اجازت دی جائے۔ سیدنا علیؓ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا سیدنا عمرؓ سے زیادہ کون صحیح الرائے ہو سکتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں حضرت علیؓ کے دور تک آتے آتے تقریباً اہم محکمہ جات قائم ہو چکے تھے۔ لیکن پھر بھی آپؓ نے ان محکمہ جات کو احسن انداز سے چلایا۔ لیکن افسوس کہ ایک تو خلافت کا وقت کم ملا اور دوسرا باہمی انتشار اپنی جڑ پکڑ گئی کہ زیادہ وقت دشمنوں سے لڑائیوں اور شورشوں کو ختم کرنے میں لگ گیا۔

v) محکمہ ریونیو:

سیدنا علیؓ نے محکمہ ریونیو میں خاص اصلاحات فرمائیں۔ آپ سے پہلے جنگل سے کسی قسم کا فائدہ نہیں اٹھایا جاتا تھا۔ مگر آپ کے دور میں جنگلات کو بھی ملکی آمدنی میں شامل کیا گیا۔ چونکہ آپ ملکی ٹیکس کی وصولی میں نہایت سختی سے

لیکن آپ نے رعایا کی فلاح و بہبود کا خیال بھی رکھا۔ چنانچہ حضرت ملتان اور لوگوں میں کسی قسم کی لاپرواہی برداشت نہیں کی جاتی تھی۔

خلاصہ بحث:

درج بالا چاروں خلفاء کا طرز حکمرانی اس حد تک واضح کیا گیا ہے جس میں حالی معاشرت میں دیانتداری، مثالی نظام احتساب، قانون کی بالادستی، بیت المال کا مثالی نظام، عصبیتوں سے پاک حکومت، زکوٰۃ و عشر کا جامع نظام، اجتماعی احتساب، مشورے کا فروغ، انسانی حقوق کا احترام، فلاحی ریاست کا واضح تصور، آزاد عدلیہ، اشاعت دین کا اہتمام، قبائلی نظام کا خاتمہ جیسے نظام پائے جاتے ہیں۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

سوال نمبر ۵

تعارف:

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ اس کا دین ہمیشہ کے لیے باقی رہے گا کیونکہ یہ ہر زمانے کے انسانوں کو پیش آنے والی ضروریات کا سامان موجود ہے۔ زمان و مکان کی تبدیلی سے نئے نئے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اجتہاد ان مسائل کو حل کرنے کا شرعی طریقہ ہے۔ ہر انسان اس کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ایک خاص علمی صلاحیت درکار ہوتی تھی۔ رسول ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام قرآن و سنت سے مسائل کا حل تلاش کرتے۔ اگر اس میں حکم نہ پاتے تو عام قواعد کی روشنی میں حل تلاش کرتے۔

اجتہاد کا لغوی معنی:

امام راغب اصفہانی کے مطابق:

اجتہاد کے معنی کسی کام پر پوری طاقت صرف کرنے کے ہیں اور اس میں انتہائی مشقت اٹھانے پر طبیعت کو مجبور کرنا ہے۔

اجتہاد کی اصطلاحی تعریف:

علامہ طاہر پٹنی لکھتے ہیں:

"کتاب و سنت پر قیاس کرکے کسی حکم کے حصول میں پوری کوشش کرنے کو اجتہاد کہتے ہیں۔"

قرآن مجید سے اجتہاد کا ثبوت:

قرآن مجید احکام شرعیہ پر غور کرنے اور اختلافی مسائل پر اصل کی طرف متوجہ ہونے کو واجب قرار دیتا ہے۔ سورۃ العنکبوت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اور جنہوں نے ہمارے راستے میں جدوجہد کی ہم انہیں اپنا راستہ دکھائیں گے۔"

حدیث نبوی ﷺ سے اجتہاد کا ثبوت:

حضرت معاذ بیان کرتے ہیں حضور کریم ﷺ نے انہیں یمن کا قاضی بنا کر بھیجا اور پوچھا تم کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ میں کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں وضاحت نہ ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں رسول ﷺ کی سنت سے فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر سنت میں بھی وضاحت نہ ہو؟ انہوں نے کہا میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے رسول کے نمائندے کو توفیق دی۔

مجتہد کے لیے شرائط:

(i) قرآن مجید کا علم:

مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ معارف قرآن، اسباب نزول، ناسخ و منسوخ، قرآت و تواتر، محکم و متشابہ آیات، قصص و امثال وغیرہ کی بھرپور معرفت رکھتا ہو۔

(ii) سنت رسول ﷺ کا علم:

مجتہد کے لیے لازم ہے کہ وہ احادیث رسول ﷺ کا عالم ہو۔ احادیث ناسخ و منسوخ اور اسباب و نزول سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔ احادیث کے متن اور اسماء الرجال کے علم سے بھی کامل آگاہی رکھتا ہو۔

(iii) اجماع و قیاس کا علم:

قرآن و سنت کے بعد مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ اسے اجماع و قیاس کا بھی [illegible] علم ہو۔ کیونکہ جو قیاس کو نہیں جانتا وہ فقیہ نہیں ہو سکتا۔

(iv) عربی زبان کا علم:

قرآن مجید اور احادیث کی زبان عربی ہے۔ فصیح عربی زبان کی نثر، شاعری، اور اس کی ندرت پر کامل دسترس رکھتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کو فصاحت و بلاغت، بیان و بدیع اور صرف و نحو کے علوم کا بھی بخوبی ادراک ہونا چاہیے۔

عمومی شرائط:

مسلمان ہو، بالغ ہو، ہوش و حواس میں ہو، باکردار ہو اور جدید علم رکھتا ہو۔

خلاصہ بحث:

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اجتہاد قرآن و حدیث کی تعلیمات سے ثابت ہے۔ یہ ہر مسلمان کا کام نہیں ہے بلکہ اس کے لیے چند شرائط ہیں جن کو مکمل کرنے کے بعد ایک مسلمان مجتہد کہلاتا ہے۔ دور حاضر میں مسلمان خواتین کے مسائل کا حل، تحقیق، حقیقت پر اجتہاد کی ضرورت ہے۔

PART – II

درج ذیل سوالات میں سے کسی بھی دو کا جواب دیں۔

سوال نمبر 2	اسلامی ریاست میں عوامی انتظام کی بنیادوں کو شکل دینے میں خلفاء کے کردار کا جائزہ لیں۔	(20)
سوال نمبر 3	دولت کا ارتکاز اور تقسیم کے حوالے سے، کیپٹلزم اور اسلامی معاشیات کے اصولوں کا موازنہ اور تفصیل بیان کریں۔	(20)
سوال نمبر 4	اجتہاد کا تصور کیا ہے، اور یہ دوسرے اسلامی قوانین کے ذرائع جیسے قرآن اور حدیث سے کس طرح مختلف ہے؟ اس میں مشغول ہونے کا اختیار کس کے پاس ہوتا ہے، اور ایک علماء کو ایک (مستقل فقیہ) مجتہد بننے کے لئے کیا معیارات ہوتے ہیں؟	(20)